سوال

(234)کافر سے تجارت کرنا شرعاً کیسا ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک مسلمان کودوسرے تجارت پیشہ مسلمانوں کی موجودگی میں کسی کافر کے ساتھ مل کر کاروبار کرنے کی شرعاًکس حدتک اجازت ہے۔کیااس سلسلہ میں اسلاف کاکوئی عمل پیش کیاجاسکتاہے کہ انہوں نے مسلمانوں کونظرانداز کرکےکسی کافر کے ساتھ کاروبار میں شراکت کی ہو؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

کاروبارکی بنیادامانت داری ،صداقت ،نرمی ،خیرخواہی اوربردباری ہے،ان صفات کے ساتھ دین اسلام کی نعمت سونے پرسہاگہ ہے۔ایک تجارت پیشہ مسلمان کوچاہیے کہ وہ ترجیحی بنیادوں پرکاروبارمیں شرکت کےلئے کسی ایسے شخص کاانتخاب کرے جودین اسلام کے ساتھ ساتھ مذکورہ بالاصفات کابھی حامل ہو،لیکن اگرکوئی نام نہاد مسلمان فریبی ،دغاباز،خیانت پیشہ ،سخت گیر اوردوسروں کابدخواہ ہے اوراس کے مقابلہ میں ایک کافر دیانتداری اورصداقت وخیرخواہی کواپنائے ہوئے ہے تواس کاکافرہونادوسروں کےلئے شراکت میں رکاوٹ کاباعث نہیں ہوناچاہیے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خودمشرکین کے حق ملکیت کوتسلیم کرتے ہوئے ان سے خریدوفروخت کی ہے،چنانچہ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکررضی اللہ عنہماکہتے ہیں کہ ہم ایک سفرمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے،اچانک پراگندہ بال اورلمبے قدوالاایک مشرک کچھ بکریاں ہانک کرلایاتورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایاکہ یہ بکریاں برائے فروخت ہیں یابطورعطیہ دینے کےلیے ہیں؟اس نے کہاکہ یہ بکریاں بیچنے کےلیے ہیں۔آپ نے اس سے ایک بکری خریدفرمائی۔[صحیح بخاری ،البیوع :۲۲۱۶]

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پربایں الفاظ ایک عنوان قائم کیاہے :''مشرکین اوراہل حرب سے خریدوفروخت کرنا۔''اس عنوان اورپیش کردہ حدیث کامقصد یہ ہے کہ کفارومشرکین سے معاشرتی طورپران کے حقوق تسلیم کرتے ہوئے معاملات طےکیے جاسکتے ہیں۔اگران سے جنگ کی نوبت آجائے توان کےلئے اسلام کاایک الگ ضابطہ ہے بصورت دیگران کاخون اورمال ہمارےلئے اہل اسلام کے خون اورمال کی طرح قابل احترام ہے۔ان کے کفروشرک کی وجہ سے وہ قابل گردن زدنی نہیں ہیں۔اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ کفارسے معاملہ داری کرناجائز ہے مگرایسامعاملہ درست نہیں جس سے وہ اہل اسلام کے خلاف جنگ کرنے میں مددحاصل کریں ،نیز کافرکی خریدوفروخت صحیح اوراسلامی قانون کی روسے انہیں اموال کامالک تسلیم کیاجائے گا۔[فتح الباری ،ص:۵۱۸،ج۴]

جہاں تک اسلاف کے عمل کاتعلق ہے تورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی موجودگی میں خیبرکی زمین یہودکوبٹائی پردی ۔[صحیح بخاری ،الاجارۃ:۲۲۸۵]

چونکہ مسلمان دیانت دار تو تھے لیکن کھیتی باڑی سے ناآشنا تھے، اس لئے یہود سے بٹائی کا معاملہ طے کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہجرت کے موقع پر ایک کافر کے ساتھ راستہ کی راہنمائی کے لئے اجرت پر معاملہ طے کیا تھا۔ [صحیح بخاری، الاجارۃ: ۲۲۶۳]

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر بایں طور عنوان قائم کیا ہے: ''مشرکین کو بوقت ضرورت اجرت پر رکھا جاسکتا ہے یا جب کوئی مسلمان مزدور نہ ملے۔'' حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کاروباری طور پر مجھے اُس دور سے بھی واسطہ پڑا ہے کہ مجھے معاملہ کرنے میں کسی چیز کی پروانہ ہوتی، کیونکہ امانت و دیانت کا یہ عالم تھا کہ اگر فریق ثانی مسلمان ہوتا تو اسے اسلام کا قانون حقوق کی ادائیگی پر مجبور کرتا اور اگر وہ عیسائی ہوتا تو قانون اور اپنے افسران بالا کے احترام کے پیش نظر وہ میرے ساتھ صحیح معاملہ کرتا اور جبکہ آج حال یہ ہے کہ امانت و دیانت کا خون ہوچکا ہے اور میں صرف فلاں فلاں سے خرید و فروخت کا معاملہ کرتا ہوں۔ [صحیح بخاری، الرقاق: ۶۴۹۷]

اس مقام پر یہ وضاحت کرنا بھی ضروری ہے کہ اگر شراکت دار دشمنِ اسلام ہے اور وہ تجارت سے حاصل ہونے والے منافع کو اسلام کے خلاف استعمال کرتا ہو، جیسا کہ قادیانی حضرات کرتے ہیں تو ایسے حالات میں کسی مسلمان کا ہی انتخاب کرنا چاہیے۔ خواہ وہ غیر معیاری ہی کیوں نہ ہو۔ اس سلسلہ میں سورۃ الممتحنہ ایک فیصلہ کن حیثیت رکھتی ہے، اس میں کافر، دشمن اور کافر غیر دشمن کے کردار کو بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ کافر غیر دشمن کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اللہ تعالیٰ تمہیں ان سے منع نہیں کرتا جو نہ تم سے دین کے معاملات میں لڑے اور نہ تمہیں گھروں سے نکالے اس بات سے کہ تم ان سے بھلائی کرو اور ان سے انصاف کرو۔'' [۶۵/الممتحنہ: ۸]

کافر دشمن کے متعلق فرمایا: ''اللہ تمہیں ان سے منع کرتا ہے جنہوں نے دین کے بارے میں تم سے لڑائی کی اور تمہیں گھروں سے نکالا اور تمہارے اخراج پر ایک دوسرے کی مدد کی۔ اس بات سے کہ تم انہیں دوست بناؤ۔'' [۶۵/الممتحنہ: ۹]

گویا قطع موالات اور معاملات کا اصل سبب ان کی اسلام دشمنی ہوسکتی ہے نہ کہ کفر و شرک، اس بنا پر ہمارا رجحان یہ ہے کہ ایک بندہ مسلم کو کاروبار میں شراکت کے لئے اپنے جیسے مسلمان کا ہی انتخاب کرنا چاہیے۔ اگر مسلمان نہ مل سکیں یا مل سکیں لیکن انتہائی بددیانت اور غیر معیاری تو ایسے حالات میں کافر کے ساتھ کاروبار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر وہ کافر خلاف اسلام سازشوں میں ملوث ہے یا اپنے منافع کو اسلام یا اہل اسلام کے خلاف استعمال کرتا ہے تو ایسے حالات میں مسلمانوں کو ترجیح دینا چاہیے، خواہ وہ غیر معیاری ہی کیوں نہ ہو۔ [واللہ اعلم]

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2 صفحہ:259